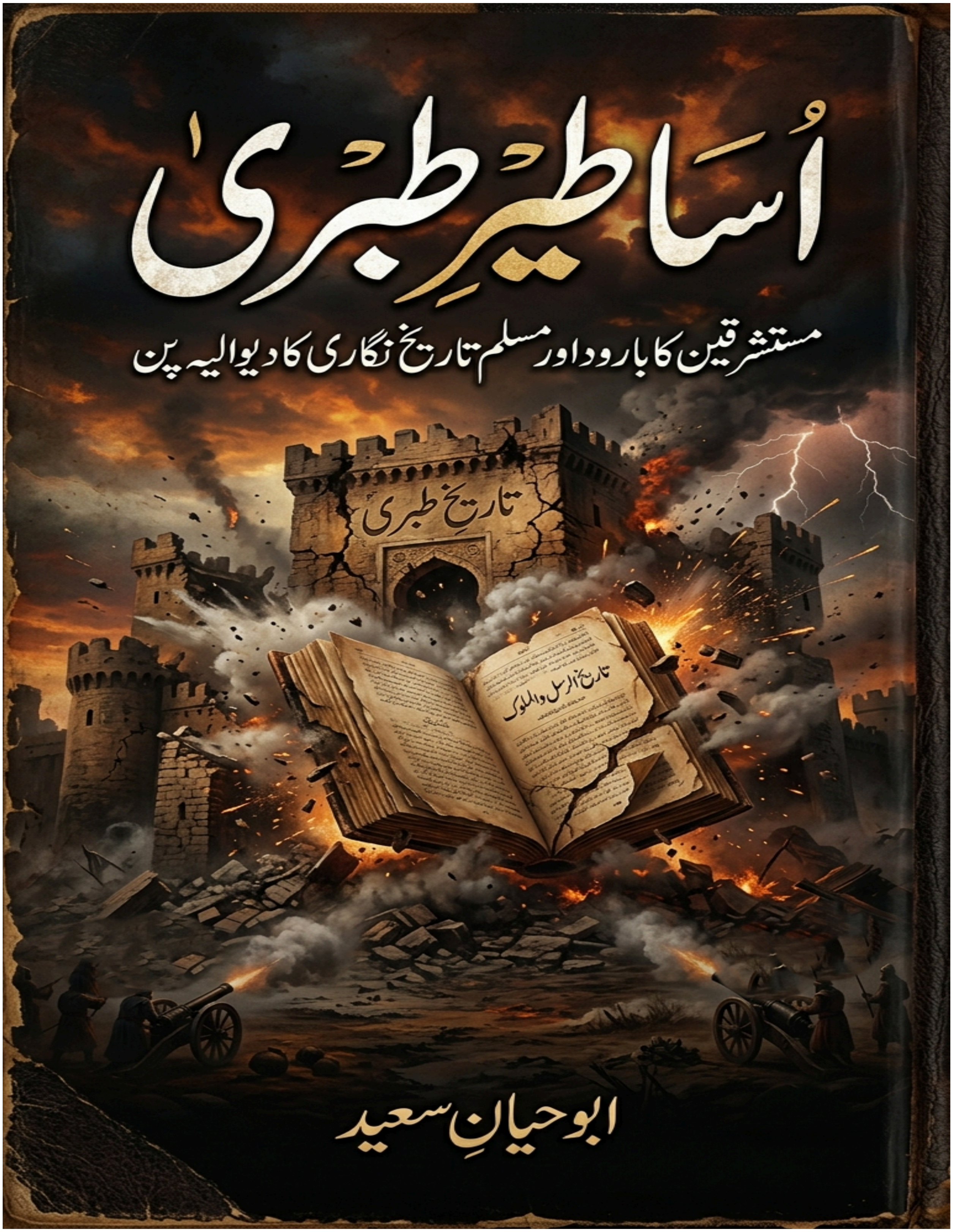

اُساطیرِ طبری
مستشرقین کا بارود اور مسلم تاریخ نگاری کا دیوالیہ پن
تاریخِ طبری
تاریخ الرسل والملوک
ابو حیانِ سعید

تاریخِ طبری: مسلم ذہن کا سب سے بڑا نظریاتی مقتل

ابو حیان سعید

مسلم امت کا سب سے بڑا فکری المیہ یہ ہے کہ اپنی تاریخ کو آلودگی سے پاک کرنے کے بجائے ہزار سالہ علمی جمود کا لبادہ اوڑھ کر ایک ایسے آلودہ تالاب کو "مقدس مآخذ" کا درجہ دے دیا جس کی تہہ میں جھوٹ، کذب، فرقہ وارانہ تعصب اور سیاسی دجل کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس نظریاتی مقتل کا نام ہے **"تاريخ الرسل والملوك"**، جسے دنیا **تاریخِ طبری** کے نام سے جانتی ہے۔

آج کا ملحد، مستشرق (Orientalist) یا فتنہ پرور جب بھی اسلام کی بنیادوں پر کلہاڑی چلانے نکلتا ہے، تو اسے مواد کسی قرآنی آیت یا مستند حدیث سے نہیں ملتا، بلکہ اس کا سارا بارود ابنِ جریر طبری کے اسی تاریخی کوڑے کرکٹ سے فراہم ہوتا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ مصلحت پسندی کے خول کو توڑ کر، اس چڑیل کا کلمہ حق کے ساتھ ایسا پوسٹ مارٹم کیا جائے کہ روایتی جمود کے پجاریوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائے۔

1. الہامی فلٹر کا قتلِ عام: تاریخ قرآن کے تابع ہے یا قرآن تاریخ کے؟

کسی بھی مسلم محقق کے لیے پہلا عقلی اور ایمانی اصول یہ ہونا چاہیے کہ جو تاریخی روایت قرآن کے صریح متن سے ٹکرائے گی، وہ مادی اور عقلی طور پر باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ الفتح میں صحابہ کی جماعت کو رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (آپس میں رحم دل) کا ابدی سرٹیفکیٹ دیا اور سورہ التوبہ میں ان سے اپنی ابدی رضا (رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ) کا اعلان کیا۔

لیکن طبری نے کیا کیا؟ اس نے قرآن کے اس الہامی قانون کو پسِ پشت ڈال کر بعد کے دور کے کذاب راویوں کی گلیلی داستانوں کو اپنی کتاب کی زینت بنا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کہتا ہے وہ آپس میں رحم دل تھے، اور طبری کا پورا بنتر یہ ثابت کرتا ہے کہ نعوذ باللہ وہ اقتدار کے بھوکے، سازشی اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ جب تاریخ کو وحی پر حاکم بنا دیا جائے، تو پھر اسلاف کی مٹی پلید ہونا ناگزیر ہو جاتی ہے۔

2. طبری کا اعترافِ جرم: "میں تو صرف ٹیپ ریکارڈر تھا!"
روایتی علماء طبری کا مضحکہ خیز دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "حضرت نے سندیں تو لکھ دی تھیں نا، اب خود جانچ لو!" یہ دفاع نہیں، بلکہ عقل کا جنازہ ہے۔ خود طبری نے اپنی کتاب کے مقدمے میں ایک ایسا عبرتناک اعتراف کیا ہے جو ان کے خلاف سب سے بڑی علمی چارج شیٹ ہے کہ:
"میری اس کتاب میں اگر کوئی ایسی روایت ملے جس پر پڑھنے والا اچھل پڑے اور سننے والے کو اس سے نفرت ہو جائے... تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ میری طرف سے نہیں ہے، بلکہ یہ تو صرف ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے یہ باتیں مجھ تک پہنچائیں، میں نے تو بس اسے جوں کا توں نقل کر دیا ہے۔" **(بحوالہ: ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ الرسل والملوک، جلد 1، صفحہ 7-8، مطبعہ دار المعارف، قاہرہ)**
یعنی ایک جلیل القدر مفسر اور فقیہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تاریخ لکھتے وقت اپنے دماغ کا استعمال بالکل بند کر دیا تھا! میں نے عقلِ عام (Common Sense)، آثارِ قدیمہ یا درایت کا کوئی فلٹر نہیں لگایا۔ کوفہ، بصرہ اور یمن کے بازاروں سے جو گند ملا، اسے اٹھا کر امت کی جھولی میں ڈال دیا۔ یہ تاریخ نگاری نہیں، علمی دیوالیہ پن ہے۔

3. زہریلے چشمے: طبری کے چیدہ چیدہ راویوں کا کچا چٹھا
آئیے دیکھیں کہ طبری نے اسلام کے مختلف ادوار کی عمارت کن سڑے ہوئے، بدبودار اور کذاب ستونوں پر کھڑی کی ہے:

الف) قبل از اسلام اور توہمات کا سیلاب (وہب بن منبہ اور عبید الجرہمی)
طبری نے کائنات کی تخلیق اور انبیاء کے قصے **وہب بن منبہ** اور **محمد بن کعب القرظی** جیسے نومسلم یہودیوں سے لیے۔ نتیجہ؟ تورات اور تلمود کے تمام مضحکہ خیز افسانے، جنسی آلودگی سے بھرپور کہانیاں اور یہ توہمات کہ "زمین ایک مچھلی کی پیٹھ پر ہے"، تاریخِ اسلام کا حصہ بن گئیں۔ جدید دور کے مفسرین نے بھی مانا ہے کہ یہ روایات یہودیوں کی سازشوں کا حصہ ہیں جنہیں وہب بن منبہ اور اس کے ساتھیوں نے انبیاء کے قصوں میں پھیلایا اور

کوئی بھی عقل مند شخص ان کی طرف التفات نہیں کر سکتا **(بحوالہ: العلامہ الطباطبائی، المیزان في تفسیر القرآن، جلد 14، صفحہ 52، بیروت)**۔ اسی طرح یمن کے قصہ گو **عبید بن شریہ** کی زبانی مبالغہ آرائیوں کو تاریخِ قدیم کا مآخذ بنا دیا گیا جس کا تاریخ میں کوئی کتباتی ثبوت نہیں۔

ب) سیرتِ نبوی میں ملاوٹ (ابن اسحاق اور شرحبیل)
طبری کا پورا جھکاؤ **محمد بن اسحاق** کی طرف ہے، جسے امام مالکؒ نے صریح لفظوں میں **"دَجَّالٌ مِنَ الدَّجَاجِلَةِ"** (جھوٹوں کا سردار) کہا تھا کیونکہ وہ خیبر اور بنی قریظہ کے یہودیوں کی اولادوں سے سن کر بغیر سند کے روایات سیرت میں گھسیڑتا تھا **(بحوالہ: الحافظ ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، جلد 9، ترجمہ محمد بن اسحاق؛ و امام ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، جلد 7، صفحہ 191-194)**۔ رہی سہی کسر **شرحبیل بن سعد** نے پوری کر دی، جو آخر عمر میں لوگوں سے پیسے لے کر ان کے باپ دادا کا نام غزوۂ بدر کے شرکاء میں لکھ دیا کرتا تھا اور ائمہ نے اسے ضعیف قرار دیا۔

ج) فتوحات اور ارتداد کا افسانہ نگار (سیف بن عمر اسدی)
خلافتِ راشدہ کی فتوحات اور فتنۂ ارتداد کا پورا بیانیہ طبری نے اکیلے **سیف بن عمر اسدی** سے لیا۔ ائمۂ حدیث کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ شخص **"متروک الحدیث اور کذاب"** تھا، نسائی نے اسے غیر ثقہ کہا، اور ابن حبان نے یہاں تک لکھا کہ یہ حدیثیں گھڑتا تھا اور اس پر زندیق ہونے کا الزام تھا **(بحوالہ: الحافظ الذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، جلد 2، صفحہ 255، ترجمہ 3637، دار المعرفہ، بیروت)**۔
صرف سنّی ائمہ ہی نہیں، بلکہ شیعہ مکتبِ فکر کے کبار علمائے رجال نے بھی اسے صریح لفظوں میں کذاب اور وضعِ حدیث کا مجرم قرار دیتے ہوئے لکھا کہ یہ ضعیف ہے، متروک ہے، اس پر زندیقیت کا اِتہام تھا اور یہ روایات گھڑتا تھا **(بحوالہ: ابن داؤد الحلی، کتاب الرجال، صفحہ 250، قسم الضعفاء، مطبعہ دانشگاہ تہران)**۔ اسی سیف بن عمر نے تاریخ کو مسخ کرنے کے لیے

'قاقاع بن عمرو' جیسے فرضی ہیرو اور 'عبداللہ بن سبا' جیسے افسانے ایجاد کیے جن کا روئے زمین پر کوئی وجود نہیں تھا، اور طبری نے اس زندیق کو اپنی تاریخ کا مرکزی ستون بنایا **(بحوالہ: السید مرتضیٰ العسکری، عبد الله بن سبأ وأساطير أخرى، جلد 1، صفحہ 35-50، مطبعہ دار الزہراء، بیروت)۔**

د) مشاجراتِ صحابہ اور کربلا کا ڈراما نویس (ابو مخنف لوط بن یحییٰ)

سقیفہ، جنگِ جمل، صفین اور معرکۂِ کربلا کا پورا منظرنامہ (تقریباً 95 فیصد سے زائد) طبری نے کوفہ کے پیشہ ور داستان گو **ابو مخنف** سے نقل کیا۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ شخص **"لَيْسَ بِشَيْءٍ"** (ابو مخنف کچھ بھی نہیں ہے) اورابن الجوزی نے لکھا کہ یہ اپنے شیعہ پن میں غالی تھا اور متروک الحدیث تھا **(بحوالہ: الحافظ ابن حجر العسقلانی، لسان المیزان، جلد 4، صفحہ 492، ترجمہ لوط بن یحییٰ، دار البشائر الاسلامیہ)۔**

دلچسپ بات یہ ہے کہ خود شیعہ کتبِ رجال کے ماہرین نے بھی مانا ہے کہ طبری نے جو نسخہ استعمال کیا اس کی اسناد کٹی ہوئی اور مرسل ہیں **(بحوالہ: آیت اللہ ابو القاسم الخوئی، معجم رجال الحدیث، جلد 15، صفحہ 142، ترجمہ 9912، طبع چہارم)۔** ابو مخنف کربلا کے وقت پیدا بھی نہیں ہوا تھا، اس نے کوفہ کی گلیوں میں بیٹھ کر، یزیدی لشکر کے سپاہیوں (جیسے حمید بن مسلم) کی زبانی داستانوں میں عراقی مجالس کی جذباتی آمیزش کا تڑکا لگا کر مقتلِ کربلا کا وہ سکرپٹ تیار کیا جس پر آج تک امت کا ذہن ماتم کر رہا ہے۔

4۔ درباری غلامی اور سیاسی عصبیتیں

طبری نے بنو امیہ کی تاریخ اندھے راوی **عوانہ بن حکم** سے لی جو امویوں کے حق میں روایات گھڑنے کے لیے مشہور تھا، اور بنو عباس کی تاریخ **احمد بن ابو خیثمہ** کی کتابوں سے لی جو عباسی دربار کے خوف اور مصلحت کا شکار تھیں، جہاں خلفاء کے مظالم پر پردہ ڈالا گیا۔ تاریخِ طبری کوئی الہامی تاریخ نہیں ہے، یہ دراصل بنو امیہ اور بنو عباس کے سیاسی پراپیگنڈوں، عراقی اور شامی عصبیتوں اور خاندانی جنگوں کا ایک ایسا تماشا ہے جسے بعد کے سادہ لوح مسلمانوں نے "مقدس تاریخ" سمجھ کر سینے سے لگا لیا۔

حتیٰ کہ جب ایران کے قدیم مجوسی بادشاہوں کی تاریخ لکھنے کی باری آئی، تو طبری نے زرتشتیوں کی اساطیری کتابوں کے عربی ترجموں کو من و عن چھاپ دیا، جہاں جمشید اور رستم جیسے کرداروں کو دیوتا یا نیم دیوتا بنا کر پیش کیا گیا تھا۔

حاصلِ کلام: اب اس کوڑے کرکٹ کو گٹر میں پھینکنا ہوگا!

روایتی علماء کا یہ طریقہ کار کہ "طبری کی روایات کی جھوٹی تاویلیں گھڑی جائیں" یا "پھپھا کٹنیوں والی لاجک" کے ذریعے محلے کی لگائی بجھائی کی طرح کذابوں کے جھوٹ کا دفاع کیا جائے، اب اکیسویں صدی کے علمی شعور میں نہیں چلے گا۔ دفاعی پوزیشن (Defensive Mode) اختیار کرنے کے بجائے امت کو یہ جرات پیدا کرنی ہوگی کہ اس پورے تاریخی ملبے کو اٹھا کر باہر پھینک دے۔
جب تک ہم تاریخِ طبری جیسے آلودہ، زہریلے اور مجروح مصادر کا سائنسی، عقلی اور قرآنی پوسٹ مارٹم نہیں کریں گے، تب تک ہم مستشرقین اور ملحدین کے حملوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ ہماری بنیاد قرآن کا محکم متن اور رسول اللہ ﷺ کا اسوہِ حسنہ ہے، نہ کہ ابو مخنف، سیف بن عمر اور وہب بن منبہ کی ذہنی اختراعات۔ طبری نے تاریخ نہیں لکھی، مسلم ذہنیت کا مقتل تیار کیا تھا، اور اب اس مقتل کو مسمار کرنے کا وقت آ چکا ہے!

نوٹ : موجودہ دور میں بھی کچھ ایسے نقل مار عقل پھاڑ طبری 2.0 اپنی اپنی لن ترانیاں کر رہے ھیں جنھوں نے ابی مخنف کی کتاب کا اصل نسخہ اور طبری کی کتاب کو کھبی ہاتھ بھی نہی لگایا ھو گا ،پڑھنا تو درکنار۔ لیکن مختلف تاریخی اسٹیج ڈراموں جیسے ثقیفہ ، جمل ، صفین ، نہروان ، کربلا کے مضحکہ خیز اسکرپٹ کو بیان کرتے تھکتے نہی ھیں ۔